قارئین کرام! اس بات سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پر فتن دور میں اسلامی صحافت اور روانی قلم کی کتنی اہمیت ہے جس کے ذریعے پورے برصغیر میں عظیم سیاسی انقلاب آیا۔ ایسا انقلاب ایک بادشاہ اور ایک مقرر شعلہ بیان نہیں لا سکتا۔ سنجیدہ صحافت ہی مسلمانوں کے سینوں میں سسکتے عزائم کو جلا بخش سکتے ہیں۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو

☆☆☆

# التراث کے نام

محمد اسماعیل فضلی

جو تیرے نام سے کتاب آئے — میرا التراث ہی شتاب آئے
پیش خیمہ صداقتوں کا ہو — کوئی تو ایسا انقلاب آئے
میرا حق بھی تو ہے بہاروں پر — میرے گلشن پہ بھی شباب آئے
بانصیب ہم سے زیادہ کون ہو گا؟ — سر پہ جب علم کا سحاب آئے
دل کو یہ آس گدگداتی ہے — میرے نامے کا بھی جواب آئے
شمع ادراک کو فروزاں دیکھا — جن کی محفل میں التراث آئے
اک نظر اس کو دیکھ لوں جب بھی — میرے چہرے پہ آب و تاب آئے
التراث یاد آئے یوں دل میں — جیسے کوئی حسین خواب آئے
فضلی کیسے بھلاؤں میں تجھ کو — نصف سن میں جب التراث آئے

# تدوین حدیث نبوی (قسط ثانی)

ابو عمر یوسف سالک

## جواز و منع کتابت کی روایات میں تطبیق :۔

ا۔ اکثر علماء و محدثین کی رائے یہ ہے کہ کتابت حدیث سے منع شروع اسلام میں تھا۔ جس وقت قرآن کریم نازل ہو رہا تھا۔ مبادا قرآن و حدیث دونوں مل جائیں۔ لکھنے کی اجازت اس وقت دی جب التباس کا خطرہ ٹل گیا۔ پس منع کا حکم منسوخ ہوا۔

اس بارے میں الرامھر مزی متوفی ۳۶۰ھ کہتا ہے کہ ابو سعید خدری کی حدیث کہ ہم نے کتابت حدیث کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔ آپ کہتے ہیں کہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت نہ دینا ہجرت کے ابتدائی ایام میں تھا جب قرآن کریم سے مشغول ہونے کا خطرہ زیادہ تھا۔ (المحدث الفاصل ص ۷۱، بحوث فی تاریخ السنة المشرفة ۲۲۵، السنة قبل التدوین ص ۳۰۶) علامہ احمد محمد شاکر کہتے ہیں کہ منع کتابت کی حدیث منسوخ ہے اور ابو شاہ کو اجازت دینا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری دور میں تھا۔ اسی طرح حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ یہ دلالت کرتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو ابو ھریرہ کے اسلام لانے کے بعد لکھا کرتے تھے۔ اب ابو سعید کی حدیث جس میں منع ہے ان احادیث سے متاخر ہوتی تو یقیناً صحابہ کرام کو معلوم ہوتا اور وہ روایت کرتے۔ (الباعث الحثیث ص ۱۳۰) اکثر محققین نے بھی اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔ (دیکھئے حاشیہ تدریب الراوی ۲/۶۷)

۲۔ بعض علماء کا قول ہے کہ جو لوگ قرآن و سنت کے مابین فرق و امتیاز کی پوری پوری اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتے تھے اور یہ خطرہ تھا کہ یہ دونوں باہم مل جائیں گے ان کو احادیث لکھنے سے منع کیا گیا اور جن سے خلط ملط کے وقوع کا خطرہ نہ تھا ان کو اجازت دے دی گئی۔ (السباعی، السنۃ و مکانتہا ص ۶۱)

۳۔ بعض علماء سمجھتے ہیں کہ منع عام ہے اور اجازت کی احادیث ان لوگوں کے لئے خاص ہیں جو لکھنا اچھی طرح جانتے تھے۔ (السنة قبل التدوین ص ۳۰۸)

۴۔ بعض کا کہنا ہے کہ قرآن و حدیث کو ایک ہی صحیفے میں مشترکہ لکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ الگ الگ مستقل طور پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (المرجع السابق)

۵۔ علامہ سباعی کا کہنا ہے کہ ان دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ ممانعت پر مشتمل احادیث میں قرآن مجید کی طرح احادیث کو باقاعدہ رسمی طور پر مدون کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن خاص معاملات واحوال سے متعلق ذاتی طور پر لکھنے کی اجازت تھی۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تب حرمت کا حکم ہنوز باقی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن عمرو کو لکھنے کی اجازت دینا اور وفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس کام کو جاری رکھنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابت حدیث کی مطلق اجازت دی تھی۔ (السنۃ و مکانتہا ص ۶۱) اسی طرح حضرت ابن عباس کی حدیث کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں شدت آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لکھنے کا سامان لادو تاکہ میں تمہیں وہ بات لکھوادوں جس کی موجودگی میں تم گمراہ نہ ہو سکیں۔ (البخاری مع الفتح ۲۱۰/۱) بھی دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دار فانی سے رحلت فرمانے سے قبل کتابت حدیث کی عام اجازت دی گئی تھی۔

## عہد رسالت کے بعد کتابت حدیث کے بارے میں صحابہ کا موقف :۔

☆ جب رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دار فانی سے رحلت فرما گئے تو احادیث کی تدوین اس طرح نہیں ہوئی تھی جس طرح قرآن مجید مدون ہو چکا تھا۔ خلفاء راشدین نے بھی اپنے عہد میں احادیث نبویہ کو اوراق وصحف میں رسمی طور پر مدون نہیں کیا۔ مبادا لوگ ان کو قرآنی صحیفے سمجھنے لگیں اور اس طرح قرآن وحدیث آپس میں مل جائیں اور قرآن کے درس وتلاوت میں کوتاہی برتنے لگیں۔ اس خطرہ کے پیش نظر خلفاء راشدین نے قلت روایت حدیث کا حکم دیا تھا کہ لوگ کہیں صرف حدیث میں منہمک نہ رہیں۔ کیونکہ لوگوں کی اکثریت نو مسلم تھی اور قرآن ان کے سینوں میں ابھی راسخ نہیں ہوا تھا۔ (الحدیث والمحدثون ص ۱۲۵)

☆ حضرت عروہ بن زبیر کہتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنن کو لکھنے کا ارادہ فرمایا پھر جماعت صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو سب نے مشورہ دیا کہ سنن کو جمع کیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پورے ایک ماہ تک استخارہ فرماتے رہے۔ ایک صبح بڑے وثوق کے ساتھ فرمانے لگے "میں نے حدیثیں لکھنے کا ارادہ کیا تھا مجھے ایک گذشتہ قوم یاد آگئی۔ جس نے اپنے ہاتھوں سے کچھ تحریر کئے پھر اسی پر جم گئے اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا اور اللہ کی قسم میں کتاب اللہ کے ساتھ کسی چیز کو نہیں ملاؤں گا۔" (جامع بیان العلم ص ۱۰۹) اس میں شبہ نہیں کہ حضرت عمر کی یہ رائے اس دور سے بالکل ہم آہنگ تھی۔ لوگ ابھی نئے نئے قرآن سے آشنا ہوئے تھے خصوصاً وہ لوگ جو بیرون ممالک سے آکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ اگر احادیث اسی دور میں مدون ہو کر لوگوں تک پہنچ جاتیں اور لوگ ان

کے حفظ و درس میں لگ جاتے تو قرآن کے ساتھ ان کا اختلاط ہو جاتا اور بہت سے لوگ فرق نہ کر سکتے۔ اسی لئے حضرت عمر نے دور اندیشی وبصیرت کے پیش نظر یہ چاہا کہ فی الحال لوگوں کو قرآن کریم تک محدود رکھیں۔ اس بات کی حتی الامکان کوشش کی جائے کہ قرآن لوگوں کے سینوں میں جگہ پالے اور اس کا علم پھیل جائے۔ اسی لئے آپ نے قلت روایت کا حکم دیا۔(الحدیث والمحدثون ص ۱۲۶، السنة قبل التدوين ۳۱۰)

☆ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی لکھی ہوئی چیز موجود ہو تو اس کو مٹا ڈالیں کیونکہ سابقہ امم اس لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء کی اتباع کی۔ (جامع بیان العلم ص ۱۰۸)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحیفہ لایا گیا جس میں چند احادیث تھیں۔ آپ نے پانی منگوا کر اس کو مٹا دیا اور کہا کہ پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے کتاب اللہ سے اعراض کیا۔ (المرجع السابق ص ۱۱۰)

☆ ابو نضرہ نے حضرت ابو سعید سے عرض کیا: کیا ہم آپ سے احادیث لکھ لیں؟ تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ احادیث کو قرآن کی طرح مصاحف بناتے ہو؟ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں احادیث بیان فرماتے اور ہم زبانی یاد کر لیتے تھے تم لوگ بھی ایسا ہی کرو۔ (جامع بیان العلم ص ۱۰۸)

اس کے علاوہ زید بن ثابت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، ابو موسیٰ اشعری وغیرہ رضی اللہ عنھم سے بھی کراہت کی روایتیں ملتی ہیں۔ تفصیلات کے لئے دیکھیں جامع بیان العلم ص ۱۰۷، وما بعدها)

مذکورہ صحابہ کرام کی کراہت کا اصل سبب قرآن سے اعراض کا خوف تھا لیکن اس کے برعکس صحابہ کرام کی کثیر جماعت نے احادیث کو ضبط کرنا اور لکھنا مستحسن سمجھا اور احادیث مختلف صحف میں تحریر فرمائیں۔ ذیل میں صحابہ کرام کے چند تحریری دستاویزات کے ثبوت پیش کئے دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک کی طرف زکوٰۃ وصدقات کے نصاب وغیرہ تحریر فرمائے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مقرر تھے۔ (مسند احمد ۱۱/۱)

۲۔ فاتح موصل عتبہ بن فرقد اسلمی رضی اللہ عنہ نے بعض سنن لکھ لئے اور آپ کی تلوار کے حمائل پر چوپاؤں کے زکوٰۃ کے متعلق احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ (بحوث فی تاریخ السنۃ ص ۲۲۷)

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس وہ صحیفہ تھا جس میں دیت اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکام تھے۔ (البخاری مع

الفتح ۱/۲۰۴)اس کے علاوہ حضرت عمرؓ، علی، حسن بن علی، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو وغیرھم رضی اللہ عنہم اجمعین سے قولاً و عملاً کتابت حدیث کا ثبوت ملتا ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے: تقیید العلم ص ۸۸ تا۹۸ بحوث فی تاریخ السنۃ ص ۲۲۷)

۴۔ صحیفہ سعد بن عبادۃ الانصاری

۵۔ صحیفہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ

۶۔ صحیفہ ابی موسی الاشعری

۷۔ نسخہ سمرۃ بن جندب جس میں بہت سی احادیث جمع تھیں۔

۸۔ کتاب ابی رافع مولی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس میں نماز کی افتتاح ہے۔

۹۔ کتب ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ۔

۱۰۔ صحیفہ جابر بن عبداللہ الانصاری۔

۱۱۔ الصحیفۃ الصادقۃ لعبداللہ بن عمرو۔

۱۲۔ صحیفہ ابی سلمی نبیط الاشجعی الکوفی۔

۱۳۔الصحیفۃ الصحیحۃ لھمام بن منبہ (بجوث فی تاریخ الاسنۃ ص ۴۸۸، تاریخ حدیث ص ۳۲،۳۳)

۱۴۔ عمرو بن حزم کا مجموعہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کا عامل مقرر کیا تھا۔اس میں آپ کے اکیس فرامین کتابی صورت میں جمع کئے گئے تھے۔

۱۵۔ عروۃ بن الزبیر کے پاس ایک مجموعہ تھا جس میں انہوں نے حضرت عائشہ اور دیگر صحابہ کرام کی احادیث جمع کی تھیں۔(تاریخ حدیث/غلام جیلانی ص ۳۲)

## حدیث کی کتابی تدوین کب ہوئی :۔

تدوین حدیث کے بارے میں شکوک و شبہات میں غرق ہو کر حدیث کی حجیت تک کا انکار کرنے والے ناقدین اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث کی کتابیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سو برس بعد مدون ہوئیں۔ وہ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں امام بخاری اور امام مسلم کی سن وفات کو پیش کرتے ہیں۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک سب سے پہلے حدیث ان دونوں نے قلمبند کی۔ یہ تو جہلاء کی باتیں ہیں لیکن بعض محدثین کے بیانات سے بعض اہل علم

بھی اس مغالطے میں واقع ہوئے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے حدیث مدون کی وہ ابن شہاب الزہری ہے۔ یہ لوگ کتابت حدیث کی تاریخ ایک صدی پیچھے لے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ حدیثوں کا تھوڑا سا حصہ عہد صحابہ بلکہ عہد نبوت میں بھی قید تحریر میں آگیا تھا لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے پوری تحقیق سے کام نہیں لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ دس ہزار سے زیادہ تعداد میں حدیثیں عہد نبوت اور عہد صحابہ میں ہی کتابی شکل میں مدون ہو چکی تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ اپنے دعویٰ کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمرو کے علاوہ سب سے زیادہ حدیثیں یاد کرنے والا ہے۔ ان کی مرویات کی تعداد ساڑھے پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے جبکہ حضرت ابو ہریرہ کے کتابی مجموعے کا ذکر پہلے آچکا ہے جو ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق سے الگ شائع ہوا ہے۔ اور مختلف ذرائع سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اپنی یادداشت کے لئے اپنی روایت کردہ حدیثوں کو کتابی شکل میں لے آئے تھے۔ حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں ان کی کتاب سے متعلق یہ واقعہ درج کیا ہے کہ مشہور صحابی عمرو بن امیہ کے صاحبزادے حسن بیان کرتے ہیں۔:

"تحدثت عند ابی هريرة بحديث فانكره فقلت انی قدسمعته منك فقال ان كنت سمعته منی فهو مكتوب عندی فاخذ بيدی الی بيته فارانا كتبا كثيرة من حديث رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم فوجد ذالك الحديث فقال قد اخبرتك ان كنت حدثتك به فهو مكتوب عندی" (جامع بیان العلم ص ۱۲۴) میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی۔ انہوں نے اس کا انکار کیا میں نے کہا کہ یہ حدیث تو میں نے آپ ہی سے سنی ہے۔ تو بولے اگر تم نے مجھ سے ہی سنی ہے تو پھر وہ میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے کمرے میں لے گیا اور مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کی بہت سی کتابیں دکھائیں۔ انہی کتابوں میں وہ حدیث بھی پائی گئی۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اگر میں نے کوئی حدیث تجھے بیان کی ہو تو وہ میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ کی پہلی روایت کے خلاف ہے کہ عبداللہ بن عمرو لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ ان کی تطبیق یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں نہیں لکھا کرتے تھے لیکن بعد میں تمام احادیث آپ نے خود قلمبند کئے یا کسی شاگرد سے کرائے تاکہ غلطی سے محفوظ رہیں۔ (واللہ اعلم)

اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے صحیفہ صادقہ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ وہ سب سے زیادہ احادیث لکھنے والا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ کی تصریح سے معلوم ہوا اور آپ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے صادر شدہ ہر بات لکھتے تھے۔ خواہ وہ رضا کی حالت میں ہو یا غضب کی۔ تو جب حضرت ابو ہریرہ کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار سے تجاوز کر